رشید احمد صدیقی
(۱۸۹۶ء-۱۹۷۷ء)

رشید احمد صدیقی اتر پردیش کے قصبے مریاہو ضلع بلیا میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد جون پور چلے گئے، جہاں انھوں نے ۱۹۱۴ء میں انٹرنس پاس کیا۔ گھریلو حالات سازگار نہ تھے، اس لیے انٹر اور بی اے کی تیاری کے ساتھ ساتھ کئی ملازمتیں بھی کرنی پڑیں۔ ۱۹۲۱ء میں علی گڑھ سے ایم اے (اردو) امتیاز کے ساتھ پاس کیا اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں اردو کے لیکچرار ہو گئے۔ ۱۹۵۸ء میں یہیں سے بطور صدرِ شعبۂ اُردو سبک دوش ہوئے۔ بقیہ عمر علی گڑھ ہی میں گزری اور یہیں پیوندِ خاک ہوئے۔

رشید احمد صدیقی ایک صاحبِ طرز اِنشا پرداز تھے۔ بنیادی طور پر وہ طنز و مزاح نگار تھے۔ سنجیدہ مزاح اور طنز و ظرافت میں وہ ایک مُنفرِد مقام رکھتے ہیں۔ انھوں نے نہایت خوب صورت شخصی مُرقّعے بھی لکھے ہیں۔ ان کی غیر افسانوی اور تنقیدی نثر کے مرکزی موضوعات میں علی گڑھ، اردو غزل، تحریکِ سرسید اور بعض تہذیبی موضُوعات شامل ہیں۔ ان کے خطوں کے تقریباً ایک درجن مجموعے چھپ چکے ہیں، جو ان کی انشا پردازی کے عمدہ نمونے ہیں۔

رشید احمد صدیقی کی تصانیف میں: طنزیات و مُضحِکات، مضامینِ رشید، آشفتہ بیانی میری، گنج ہائے گراں مایہ، ہم نفسانِ رفتہ، جدید غزل، غالب کی شخصیت اور شاعری، اقبال کی شخصیت اور شاعری اور خنداں شامل ہیں۔

خطوط رشید احمد صدیقی

تدریسی مقاصد

۱۔ طلبہ پر مکتوب نگاری کی اہمیت واضح کرنا۔
۲۔ طلبہ کو رشید احمد صدیقی کے خطوط کی روشنی میں ان کی شخصیت کے نمایاں پہلوؤں سے آگاہ کرنا۔
۳۔ رشید احمد صدیقی کی مکتوب نگاری کے منفرد پہلوؤں کا تعارف کرانا۔
۴۔ طلبہ کو دیے گئے خط کے ذریعے سے تعزیت نامہ لکھنا سکھانا۔
۵۔ طلبہ کو تحریر کے ذریعے سے مافی الضمیر ادا کرنے کا سلیقہ سکھانا۔

بنام ڈاکٹر محمد حسن

ذاکر باغ، یونیورسٹی، علی گڑھ

اتوار، ۲۷۔ فروری ۱۹۷۳ء

ڈاکٹر صاحب محترم! سلام شوق

سب سے پہلے نوازش نامے ہی سے ۲۴۔ فروری کو خوش خبری [1] مل گئی تھی لیکن احتیاط کے خیال سے اس کا ذکر گھر والوں سے بھی نہیں کیا۔ چاہتا تھا کہ تصدیق ہو جائے تو سب سے پہلے آپ کی محبت کا شکریہ ادا کروں گا۔ رات ریڈیو سے اس کی تصدیق ہو گئی۔ انعام پانے کی خوشی اپنی جگہ پر رہی لیکن اس سے بھی کچھ کم متاثر نہیں ہوں کہ آپ کو میرا اتنا خیال رہا۔ سوچتا ہوں، جب سے ہم دونوں کا ایک دوسرے سے سابقہ ہوا، آپ کی خدمات (احسانات) کی تعداد، مقدار اور قدر و قیمت میری ان چھوٹی موٹی باتوں سے کہیں زیادہ ہیں، جو آپ کے لیے مَیں نے کبھی کبھار کی ہوں گی۔ آپ کی شرافت، قابلیت اور دیرینہ وضع داری کا مجھے جو احساس ہے، میرا خیال ہے کہ آپ کے لیے کسی دوست، عزیز اور بزرگ سے کم نہیں ہے۔ ان نظام خطبات کو شہرت دینے اور کامیاب بنانے میں آپ کا گراں قدر حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش، نیک نام اور اقبال مند رکھے، آمین۔ بیگم صاحبہ اور بچوں کو بہت بہت دعا۔

خدا حافظ
مخلص
رشید احمد صدیقی

۱۔ ساہتیہ اکادمی دہلی کی طرف سے ملنے والے اعزاز کی طرف اشارہ ہے۔

بنام ظہیر احمد صدیقی

ذاکر باغ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
۱۰۔ جولائی ۱۹۷۳ء

عزیزِ گرامی! دعا

مولانا ضیا احمد صاحب مرحوم آپ کے والدِ محترم میرے اور کتنے ہی دوسروں کے رفیق و شفیق تھے۔ مرحوم کے سانحۂ رحلت پر آپ کو اور ہم سب کو جو صدمہ ہوا ہے، اس کا اندازہ ہم سے، آپ سے زیادہ اور کس کو ہوسکتا ہے۔ مرحوم کے سایۂ شفقت میں آپ زندگی کے مُعَظَّمات سے بہرہ مند ہوئے اور سب کی نظروں میں ممتاز و مُفتخر ہیں۔ کتنی بڑی یہ سعادت آپ کو نصیب ہوئی۔

میرا خیال ہے کہ مرحوم سے شاید ہی کبھی کسی شخص کو تکلیف پہنچی ہو۔ شریف شخص کی یہ صفت سب سے معتبر مانی گئی ہے۔ اُردو، فارسی اور عربی ادبیات پر مرحوم کی نظر بڑی گہری، وسیع اور مُتنوّع تھی جس کے ہم سب ہمیشہ معترف رہے اور اس سے اِستفادہ کیا۔ ناملائم الفاظ کبھی زبان پر نہیں لائے۔ بڑے شوق اور سنجیدگی سے علمی مسائل پر اظہارِ خیال فرماتے۔

مرحوم کی مُفارَقت سے مشرقی ادب اور آداب کی محفل میں جو جگہ خالی ہوئی ہے، وہ مستقبل قریب میں شاید ہی پُر ہو سکے گی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو سایۂ رحمت میں جگہ دے اور ہم سب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

مخلص
رشید احمد صدیقی

بنام پروفیسر سید بشیر الدین

ذاکر باغ، یونیورسٹی، علی گڑھ
شنبہ، ۳۔ نومبر ۱۹۷۳ء

بشیر صاحب، مکرم!

آداب!

۲۷/ اکتوبر کا نوازش نامہ مل گیا تھا۔ جواب میں دیر ہوگئی، ورنہ خطوط کا جواب عموماً ہم روزہ دیتا ہوں۔ اپنے اوپر کسی قسم کا بقایا نہیں رکھنا چاہتا۔ معلوم نہیں کب کیا ہو جائے تو کوئی یہ نہ کہے کہ مجھ پر اس کا کچھ واجب الادا تھا۔

کچھ دنوں سے ہجوم میں تنہائی کا احساس ہونے لگا ہے جو روز بروز گہرا ہوتا جاتا ہے۔

آپ نے خود اپنے، اپنے مطالعے، اپنے اشغال، علی گڑھ کی زندگی اور الٰہ آباد کے موجودہ شب و روز کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے، اس کی تصدیق کرتا ہوں، اس لیے کہ زمانہ اور زندگی کے تقریباً اسی طرح کے سرد و گرم سے مَیں بھی گزر رہا ہوں۔ کچھ احوال بدلے ہوئے ملیں گے لیکن ان سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

موجودہ صدی کی ابتدا میں تقریباً ۳۰، ۴۰ سال تک ہر متوسّط مسلمان گھرانے کا یہی نقشہ رہا ہے۔ ان خاندانوں کی کچھ

مشترک خصوصیات و روایات اور رجحانات تھے، جن کا سرچشمہ مذہب، اخلاق، تاریخ اور تہذیب تھی، جن کی پیروی اطراف وجوانب میں دور دور کی جاتی تھی۔ کسی نہ کسی حد تک اب بھی کی جاتی ہے اور اس کے بھلے یا برے نتائج سامنے آتے رہتے ہیں۔ ان خصوصیات کے نمونے اور نمایندے ہر مشترک خاندان کے افراد میں کچھ دنوں پہلے تک مل جاتے تھے۔ ان کی ابتدائی تعلیم وتربیت گھر پر یا مُشترک مکتبوں (بالعموم مساجد) میں ہوتی تھی۔ مزید مطالعے کا کام گھر کے مختصر ذخیرۂ کتب سے لیا جاتا، جن میں مذہبی، اخلاقی اور تفریحی کتابیں ہوتیں۔ گھر کی یا گھریلو کتابیں اور عزیزوں اور بزرگوں کے شریفانہ طور طریقے اور ان کی دی ہوئی روایات ہوتیں جو ابتدائی عمر کی ہماری تخیّل (Imagination) کو گرمی اور جولانی بخشتیں۔ اسی تخیّل کو لیے ہوئے ہم یا یہ تخیّل ہم کو لیے ہوئے علی گڑھ میں داخل ہوئی۔ یہاں سے وہ کرشمۂ انقلاب یا قلبِ ماہیت شروع ہوتی ہے جس کا دوسرا نام علی گڑھ ہے۔ جو باتیں اس سے پہلے خواب میں دیکھی تھیں، ان کی تصویر و تکمیل علی گڑھ میں دیکھی اور پائی۔ اسلاف کی عظمت، خاندان کے بزرگوں کی شفقت اور سہارا اور ساتھیوں کی شرافت، سخاوت اور آرزومندی سے آشنا اور بہرہ مند ہوا۔ ان کے ساتھ رہنے اور رنج وراحت میں شریک ہونے میں اپنی بڑائی دیکھی۔ پھر جو کچھ ہوا، وہ مَیں اور آپ اپنی اپنی زندگی میں دیکھ کر اپنے کو مبارک باد دیں اور خوشی اور فخر محسوس کریں تو کیا حرج!

جو باتیں اوپر عرض کی ہیں، کیا میری طرح آپ پر، یا آپ کی طرح مجھ پر نہیں گزری ہیں؟ جن کتابوں اور سربراہوں نے آپ کو متاثر کیا، کم وبیش اُنھی نے مجھے بھی کیا۔ مَیں معلّم بنا، آپ کو کتابوں کی دولت اور امانت سونپی گئی۔ آپ نے اس کا حق ادا کر دیا جس کا ثبوت آپ کی ہندوستان گیر شہرت اور آپ کے مشورے اور مدد کی ہر طرف سے مُتواتر اور مسلسل مانگ (Demand) رہی ہے۔ آپ کے انگریزی اور وسیع ومُتنوّع مطالعے کا ہر وہ شخص مُعترف ہے جو آپ کو جانتا ہے۔ آپ نے لائبریری کے تقاضوں کو ایک مُہتمم اور ایک جویائے علم دونوں کی حیثیت سے پورا کر دیا۔ علی گڑھ سے یہ بہت بڑی نسبت ہے، جس سے آپ مدّتوں یاد رکھے جائیں گے۔

علی گڑھ کا آپ کا مطالعہ قابلِ غور ہے۔ آپ کے دل میں علی گڑھ کی وہی قدر و قیمت ہے جو ہندوستان کے باہر کے اہلِ علم وفن کی ہوسکتی ہے اور ہے لیکن کیا کیجیے کہ ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں ہے جو اچھی اور بڑی چیز کا احترام کرنے کی اِستعداد سے محروم ہو چکے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کو صرف علی گڑھ کے طفیل، وہ اختیار واقتدار اور دولت نصیب ہوئی، جس کا وہ علی گڑھ سے دور رہ کر خواب بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔

بشیر صاحب! بہت کچھ اور لکھنا چاہتا تھا لیکن تھک گیا۔

اچھا بشیر صاحب! خدا حافظ۔ مُتعلقین کو دعا۔ محترمہ بیگم صاحبہ کو سلام

مخلص

رشید احمد صدیقی

(خطوطِ رشید احمد صدیقی مرتب: ڈاکٹر سلیمان اطہر جاوید)

مشق

۱۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کیجیے:

(الف) رشید احمد صدیقی کے پہلے خط کے مخاطَب کا نام کیا ہے؟

(ب) ''خطوط کا جواب عموماً ہم روزہ دیتا ہوں'' اس سے کیا مراد ہے؟

(ج) مکتوب نگار نے خاندانوں کی مشترک خصوصیات و روایات کا سرچشمہ کس چیز کو قرار دیا ہے؟

(د) ظہیر احمد صدیقی کے نام مکتوب میں کس شخصیت کی وفات پر اظہارِ تعزیت کیا گیا ہے؟

(ہ) ڈاکٹر محمد حسن کا شکریہ کس بات پر ادا کیا گیا ہے؟

۲۔ متن کی روشنی میں قوسین میں دیے گئے الفاظ میں سے درست لفظ کا انتخاب کر کے خالی جگہ پُر کیجیے:

(الف) رشید احمد صدیقی نے اپنے خوابوں کی تعبیر .... میں پائی۔ (کلکتہ، علی گڑھ، دہلی)

(ب) سید بشیر الدین لائبریری کے مہتمم کے علاوہ .... بھی تھے۔ (مُتعلّم، مُعلّم، علم کے متلاشی)

(ج) رشید احمد صدیقی بشیر احمد صاحب کو مزید لکھنا چاہتے تھے، مگر ....۔

(انھیں نیند آ گئی، وہ تھک گئے، ایک اور کام میں مصروف ہو گئے)

(د) صدیقی صاحب نے .... کے والد صاحب کی وفات پر انھیں تعزیتی خط لکھا۔

(ظہیر احمد صدیقی، ڈاکٹر محمد حسن، سیّد بشیر الدین)

(ہ) رشید احمد صدیقی کو ۲۴۔ فروری ۱۹۷۳ء کو ایک .... ملی۔ (خوش خبری، رجسٹری، بدخبری)

۳۔ سبق ''خطوطِ رشید احمد صدیقی'' کا متن مدِّ نظر رکھ کر درست جواب پر نشان (✓) لگائیں:

(الف) رشید احمد صدیقی نے خطوط کس شہر سے بھجوائے؟

(i) دِلّی (ii) علی گڑھ

(iii) لاہور (iv) لکھنؤ

(ب) رشید احمد صدیقی نے اپنے خط میں کس کے گراں بار احسانات کا شکریہ ادا کیا؟

(i) مولانا ضیا احمد (ii) ڈاکٹر محمد حسن

(iii) ظہیر احمد صدیقی (iv) سید بشیر الدین

(ج) رشید احمد صدیقی نے خط میں کس کے سانحۂ رِحلت کا ذکر کیا ہے؟

(i) مولانا ضیا احمد (ii) بیگم ڈاکٹر محمد حسن

(iii) برادر سید بشیر الدین (iv) بیگم سید بشیر الدین

(د)　مکتوب نگار نے اپنے خط بنام ڈاکٹر محمد حسن میں کس خوش خبری کا ذکر کیا ہے؟

(i) غالب ایوارڈ ملنے کی　(ii) تصنیف پر نقد رقم ملنے کی

(iii) محکمانہ ترقی کی　(iv) ساہتیہ اکادمی کی طرف سے ملنے والے اعزاز کی

(ہ)　خط بنام پروفیسر بشیر الدین میں کن لوگوں کی احترام کرنے کی صلاحیت سے محرومی کا ذکر کیا ہے؟

(i) علم وعمل سے خالی　(ii) احترام کے مفہوم سے نابلد

(iii) علی گڑھ کی ناقدری کرنے والے　(iv) مادیت پسند

(و)　''بہت کچھ اور لکھنا چاہتا تھا لیکن تھک گیا'' صدیقی صاحب نے یہ جملہ کس کے نام لکھا؟

(i) ظہیر احمد صدیقی　(ii) سید بشیر الدین

(iii) ڈاکٹر محمد حسن　(iv) مولانا ضیا احمد

۴۔　درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کا مفہوم واضح ہو جائے:

اِستعداد، کرِشمہ، اَسلاف، مُتنوّع، اشغال، مُہتمم، طُفیل، سعادت، مُعظّمات

۵۔　کالم (الف) کے اندراجات کو کالم (ب) سے ملائیے:

کالم (الف)	کالم (ب)
تعزیت نامہ	علی گڑھ یونیورسٹی
ہجوم میں	مشترک مکتوبوں
رشید احمد صدیقی	بنام ظہیر احمد صدیقی
ابتدائی تعلیم و تربیت	تیسرا خط
۳۔نومبر ۱۹۷۳ء	احساسِ تنہائی

۶۔　درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے:

اسلاف، نیک نام، سخاوت، اِعتراف، آباد، نشیب

اردو زبان اور مختلف اندازِ بیاں:

معاشرے میں ہمیں بے شمار لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک اپنی سوچ، سمجھ، علم اور تجربے کی روشنی میں گفتگو کرتا ہے۔ گویا ایک ہی بات کے اندازِ بیاں مختلف ہو سکتے ہیں۔ آپ کمرے میں بیٹھے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کھڑکی بند کر دی

جائے۔ دیگر لوگ بھی موجود ہیں۔ کھڑکی کے قریب بیٹھے نوجوان سے لوگ کیا کہیں گے؟

ایک بزرگ: برخوردار! ذرا کھڑکی تو بند کر دیں۔

نوجوان: پلیز کھڑکی بند کر دیجیے۔

ایک اور: کھڑکی بند کر دو۔

ایک اور نوجوان: اگر زحمت نہ ہو تو یہ کھڑکی بند کر دیں، ٹھنڈی ہوا آ رہی ہے۔

اس کے علاوہ بھی ہم کئی اور انداز میں زبان لکھتے اور بولتے ہیں، مثلاً:

(الف) گاڑی تیز چلانے کی بنا پر آپ کا کوڈ گیارہ کے تحت چالان کیا جاتا ہے۔

(ب) آپ کا تبادلہ زیرِ چٹھی نمبر ۲۱۲/ای بتاریخ ۲۳۔اگست ۲۰۱۳ء میں کر دیا گیا تھا۔

(ج) کرکٹ ٹیم ۲۳۳ رنز بنا کر آؤٹ ہوگئی۔ سیریز جیتنے میں مشکلات کا سامنا ہے۔

(د) کمپیوٹر کے سافٹ ویئر اور ہارڈ ویئر کا فرق معلوم ہونا چاہیے۔

آپ نے دیکھا کہ اخباری، دفتری، قانونی اور تکنیکی زبان کافی حد تک ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ ہمارا ہر جملہ اپنے لب و لہجے، اسلوب اور لفظوں کے انتخاب کی وجہ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ آپ نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ مضمون، کہانی، خط اور درخواست لکھنے کے انداز بھی مختلف ہوتے ہیں۔

آپ مختلف جملے بول کر یا لکھ کر بتائیں کہ، یہ کون سا اندازِ بیاں ہے؟

سرگرمیاں

۱۔ رشید احمد صدیقی کے دو تین اور خطوط جماعت کے کمرے میں سنائے جائیں۔

۲۔ رشید احمد صدیقی کے خطوط میں علی گڑھ کا تذکرہ کیا گیا ہے، اسے اپنے لفظوں میں پیراگراف کی صورت میں لکھیں۔

۳۔ اپنے استاد صاحب سے پوچھ کر رشید احمد صدیقی کی نثر نگاری کی دو خاص خوبیاں لکھیں۔

اساتذہ کرام کے لیے

۱۔ طلبہ کو بتایا جائے کہ کسی شخص کے خطوط اس کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کی کس طرح عکاسی کرتے ہیں؟

۲۔ رشید احمد صدیقی کے کسی مجموعے سے ان کے دو تین خطوط پڑھ کر طلبہ کو سنائے جائیں اور ان پر تبصرہ بھی کیا جائے۔

۳۔ طلبہ کو خطوط نویسی کی مشق کرائی جائے۔